

## 27261- "توريہ" (ذو معنی بات) کرنا کس وقت درست ہوگا؟ اور اسکی ضرورت کب پڑتی ہے؟

### سوال

ذو معنی بات کرتے ہوئے اپنے آپ کو جھوٹ اور بھیج کر درست ہوتا ہے؟ اور اگر صرف ضرورت کے وقت ہی توريہ کیا جاسکتا ہو تو اس ضرورت کا معیار کیا ہوگا؟

### پسندیدہ جواب

"توريہ" عربی زبان کا لفظ ہے جسکا لغوی معنی کسی چیز کو چھپانے کا ہے۔

جیسے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے :

(فَبَعْثَ اللَّهُ الْفَرَّارِ بِمُنْفَعٍ فِي الْأَرْضِ لِتَبَرَّيْ كَيْفَ يُوَارِي سَوْدَةَ أَنْجِيْ قَالَ يَا وَيَّا أَعْجَزْتَ أَنْ أَكُونَ مِثْلَهُ الْغَرَابِ فَأَوْارِي سَوْدَةَ أَنْجِيْ فَأَضْعَفَ مِنَ الْأَنْوَارِينَ)۔

ترجمہ : پھر اللہ نے ایک کو اسی جھوٹ میں کوکریا رہا تھا تاکہ اس (قاتل) کو دکھانے کے وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے۔ (کوے کو دیکھ کر) وہ کہنے لگا "افسوس! میں تو اس کو سے بھی گیا گزر ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا" بعد ازاں وہ اپنے کتنے پر بہت نادم ہوا۔ المائدہ/31

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

(يَا بَنِي آدَمْ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ بِإِيمَانِ يُوَارِي سَوْدَةَ مُنْفَعٍ وَرِيْخَا وَبَنَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّمْنَاهُمْ بِأَنْزَلْنَاهُ)۔

ترجمہ : اے بنی آدم! ہم نے تم پر بس نازل کیا جو تمہاری شر مگا ہوں کو چھپاتا ہے اور بس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ شاید لوگ کچھ سبق حاصل کریں۔ الاعراف/26

اور اصطلاحی طور پر ایسی بات کو توريہ کہا جاتا ہے جس میں کہنے والا ایک ایسی بات کرتا ہے جس سے سنسنے والا کچھ سمجھے لیکن بات کرنے والا اس سے کوئی اور ممکنہ معنی مراد لیتا ہو، مثلاً : کوئی یہ کہے کہ : میری جیب میں ایک درہم بھی نہیں ہے، سنسنے والا اس سے یہ سمجھے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے کنگلا ہے بیچارہ، لیکن کہنے والے کا مقصد یہ ہو کہ میرے پاس چاندی کا درہم تو نہیں لیکن سونے کا دینار ہے، اسی کو "تعریض" اور "توريہ" کہا جاتا ہے۔

جب انسان کسی سے کچھ چھپانا چاہتا ہو اور اسکی کوشش ہو کہ میں جھوٹ بھی نہ بولوں اور مخاطب کو اصل حقیقت کا بھی پتہ نہ چلے تو "توريہ" ایسے مشکل حالات میں ایک شرعی حل ہے۔

توريہ شرعی مصلحت اور ضرورت کی بنیا پر کرنا جائز ہے، لیکن ہمیشہ اسی پر عمل کرنا اور اپنی عادت بنالینا درست نہیں ہے، چنانچہ کسی کا حق مارنے کیلئے یا باطل کام کا دفاع کرنے کیلئے توريہ جائز نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کستے ہیں :

"علماء کہتے ہیں کہ : توریہ کلیتے قاعدہ یہ ہے کہ اگر واضح شرعی مصلحت کی بنا پر مخاطب کو دھوکہ دینے کی ضرورت پڑ جائے، یا کوئی ایسی ضرورت آن پڑے کہ جھوٹ کے بنا کوئی راستہ ہی نہیں ہے، تو اس وقت توریہ کیجا سکتا ہے، چنانچہ اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو توریہ کرنا مکروہ ہے، اور اگر توریہ کے ذریعہ کسی کا حق مارا جائے، یا کسی کے ساتھ زیادتی کی جائے تو اس وقت توریہ حرام ہو گا"

"الاذکار" (ص 380)

بعض علماء نے بغیر کسی ضرورت اور حاجت کے بھی توریہ کو حرام قرار دیا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی بات کو درست قرار دیتے ہیں۔

دیکھیں : الاختیارات صفحہ 563

کچھ حالات ایسے ہیں جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے توریہ کرنے کی راہنمائی ملتی ہے، مثال کے طور پر :

جب کسی آدمی کا نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اس پر پیشان کن حالت میں کیا کرے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ناک کو پکڑے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر صفت سے نکل جائے۔

اسکی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (جب تم میں سے کسی کا وضو نماز کے دوران ٹوٹ جائے تو ابھی ناک کو پکڑ کر صفت میں سے نکل جائے)

سنن أبو داود (1114)، اور یہ روایت "صحیح سنن أبو داود" (985) میں بھی ہے۔

طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ناک پکڑنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ یہ محسوس ہو کہ اسکی نکیر ناک سے خون کا نکلا۔ پھوٹ پڑی ہے، اور یہ جھوٹ بھی نہیں ہے، بلکہ یہ عملی توریہ ہے، یہ کام کرنے کی رخصت اس لئے دی گئی ہے کہ کمیں شیطان نمازی کے ذہن میں دیگر نمازیوں سے شرم دلا کر اسے بے وضو حالت میں نماز جاری رکھنے پر نہ اکسائے" انتہی

"مرقة المفایع شرح مشکاة المصایع" (18/3)

یہ ہے جائز توریہ کی شکل جس میں دیگر افراد کے ذہنوں میں کسی جائز کام کا تصور دیا جا رہا ہے، صرف اس لئے کہ نمازی کے ذہن میں کوئی خلف شارپیدا نہ ہو، اور دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نمازی کی نکیر پھوٹ گئی ہے۔۔۔ اسی طرح جب کسی مسلمان کو سخت حالات کا سامنا ہو، اور اسے ان حالات سے نکلنے کلیتے، یا ابھی جان، یا کسی بے گناہ کو بچانے کلیتے خلاف حقیقت بات کرنے کی ضرورت پڑے تو اسکے لئے شرعی اور مباح طریقہ کار موجود ہے جسے "توریہ" کہا جاتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی کتاب الادب میں مستقل باب (116) قائم کیا، اور کہا : "باب المغاریض من وحی عن الکذب" جھوٹ سے بچنے کلیتے کنایہ کرنے کا باب۔

درج ذیل میں ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب "إغاثة الملفون" سے توریہ کی کچھ مثالیں ہم آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں :

حمدار رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ جب ان کے پاس کوئی ایسا شخص بیٹھ جاتا جس کے ساتھ وہ بیٹھنا پسند نہ کرتے تو وہ خود ساختہ درد کا اظہار کرتے ہوئے کہتے : میری داڑھا! میری داڑھا! اور یہ کہتے ہوئے اس آدمی کے پاس سے اٹھ جاتے جس کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ایسے ہی ایک بار سفیان الثوری رحمہ اللہ کو خلیفہ مددی کی مجلس میں لا یا گی، تو مددی نے انکی بست تعریف کی، چنانچہ سفیان الثوری رحمہ اللہ نے اٹھ کر جانے کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے انہیں شد و مدد کے ساتھ پیٹھنے کیے کہا، جس پر انہوں نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا میں ابھی آرہا ہوں، اور جاتے ہوئے انہوں نے اپنی جوئی دروازے کے پاس چھوڑ دی، اور کچھ ہی دیر کے بعد آگر اپنی جوئی اٹھاتی اور چلتے بنے، جب خلیفہ نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ سفیان نے واپس آنے کیلئے قسم اٹھاتی تھی تو وہ واقعی واپس آئے تھے اور اپنی جوئی لیکر چلے گئے۔

اسی طرح ایک بار امام احمد بن حنبل اپنے گھر میں تھے اور انکے ساتھ کچھ شاگرد بھی میٹھے تھے جن میں مرودی بھی تھے، ایک آدمی باہر سے آیا اور مرودی کے بارے میں پوچھنے لگا، امام احمد نہیں چاہتے تھے کہ مرودی انکی مجلس سے اٹھ کر جائے، تو امام احمد نے اپنی انگلی ہتھیلی پر رکھ کر کہا: مرودی یہاں مرودی کا کیا کام ہے، اس ساری بات کا اشارہ امام احمد کی اپنی ہتھیلی کی طرف تھا، جبکہ باہر سے آنے والا آدمی اس کو نہ سمجھ پایا۔

توریہ کی مزید مثالوں میں یہ بھی ہے کہ :

آپ سے کسی کے بارے میں پوچھا گیا: کیا آپ نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور آپ کو اندیشہ ہے کہ اگر میں نے اسکے بارے میں بتلایا تو یہ لوگ اسے قید میں ڈال دیں گے یا نقصان پہنچائیں گے، تو آپ یہ کہ سکتے ہیں کہ میں نے اسے نہیں دیکھا، اور آپ کے دل میں یہ ہو کہ میں نے اسے ایک ہفتہ پہلے یا کسی خاص وقت میں نہیں دیکھا۔

اسی طرح کسی نے آپ کو کہا کہ: تم مجھے قسم دو کہ فلاں شخص سے کلام نہیں کرو گے، اور آپ نے اسے قسم دے دی، اور دل میں یہ سوچا کہ کلام سے مراد میں اسے زخم نہیں لگاؤں گا، کیونکہ کلام کا معنی لغت میں زخم لگانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ایسے ہی اگر کسی نے آپ کو کفریہ بات کھنپ پر مجبور کیا، تو آپ کو کوئی بھی ذو معنی بات لکھنے کی اجازت ہے مثلاً عربی میں آپ کہو گے، "کفرت باللہ" ہاء کو لمبا کر کے، جہا معنی ہو گا، میں نے لہو و عب کرنے والے کا انکار کیا۔

إغاثة للهفاف : ابن القیم 381/1 اور ایسے ہی جلد دوم میں 106/2-107/2۔

توریہ اور کنایہ کے بارے میں آپ ابن مفلح کی کتاب : "الاداب الشرعیہ" میں ایک مستقل فصل : "فی إباحت المغاریض و محابا" (1/14) بھی ملاحظہ کریں۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ایک مسلمان توریہ کا استعمال انتہائی شید قسم کے حالات میں کرے، اسکی مندرجہ ذیل وجوہات میں ہیں :

1- کثرت سے توریہ کرنے کی بنا پر انسان جھوٹ کی بیماری میں پڑ سکتا ہے۔

2- اسکی وجہ سے دوست احباب آپس میں گشتوکر تھے ہوئے اعتماد کھو بیٹھے گے، کیونکہ ہر وقت توریہ کے عادی شخص کے بارے میں یہی سوچا جائے گا کہ کیا اس نے جو بات کی ہے اس کا یہی مطلب ہے جو ہم نے سمجھا یا کچھ اسکے پیچھے پوشیدہ ہے؟

3- جب توریہ کرنے والے کے بارے میں مخاطب شخص کو پتہ چلے گا تو وہ اسے جھوٹا شخص قرار دے گا، اور یہ شرعاً طور درست نہیں کیونکہ انسان کو شریعت نے شکوک و شبہات پیدا کرنے والے کام کرنے سے منع فرمایا ہے۔

4- اس کی وجہ سے توریہ کرنے والا شخص خود پسندی میں واقع ہو سکتا ہے، کہ اسکے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ میں لوگوں کو پاگل بنادیتا ہوں اور انہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔

یہ اقتباس کتاب : "ماذَا تَقْعُلُ فِي الْحَالَاتِ الْآتِيَةِ؟" سے یا گیا ہے۔

والله اعلم.